# اسلام میں مساجد کی اہمیت اور کردار

تحریر: پروفیسر عبدالجبار شاکر

دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان میں عبادات کیلئے مخصوص عمارتیں تعمیر کرنے کی روایت موجود ہے۔ آسمانی مذاہب میں دین اسلام وہ آخری سلسلہ ہے جس میں عبادات کیلئے جو عمارت تعمیر کی جاتی ہے اسے مسجد کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں لاکھوں مساجد ڈیڑھ ارب ملت اسلامیہ کے مذہبی فرائض کی بجا آوری کیلئے تعمیر کی گئی ہیں جن میں سے بعض اپنی قدامت، تاریخ، حسن تعمیر، تزئین و آرائش اور جلال و جمال کے باعث اپنا ایک مخصوص مقام اور تاریخی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ تمام مساجد حرم کعبہ کی مرکزیت کی نمائندہ ہیں اسی باعث انھیں کعبہ کی بیٹیاں بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں مساجد کی تعمیر ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

ماضی میں بڑی مساجد کے ساتھ مدارس اور مکاتب کا نظام بھی قائم کیا جاتا تھا اور یہ تاریخی سلسلہ اب بھی بہت سے مقامات پر جاری و ساری ہے۔ آج مساجد میں جو وظائف اور ذمہ داریاں ادا کی جاتی ہیں ان میں زیادہ تر اقامت صلوۃ، قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم، تحفیظ القرآن اور دینی علوم کی تعلیم و تدریس جیسے مقاصد شامل ہیں۔ مگر جب ہم اسلامی تہذیب کے جھروکے سے ان مساجد کے ابتدائی مراحل کو دیکھتے ہیں تو مدینہ میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے ابتداہی میں تعمیر مسجد کی روایت دکھائی دیتی ہے۔ آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے جب یثرب جانے کیلئے اس کے قریب ایک بستی قبا میں ٹھہرے تو اس مختصر قیام میں بھی جو یادگار کام سرانجام دیا گیا وہ ایک مسجد کی تعمیر ہے۔ پھر آپ ﷺ یثرب تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے باعث مدینۃ النبی کہلایا۔ مہاجرین اور انصار کی شرعی ضروریات کیلئے سب سے پہلے جس مرکز کو تعمیر کیا گیا وہ مسجد نبوی ہے جس کی عظمت و فضیلت اور مقام و مرتبہ کے بارے میں بہت سی تفصیلی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ یہ مسجد ان تینوں مساجد میں سے ایک ہے جن کی زیارت اور حاضری کیلئے سفر کرنے کی نیت کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔

مساجد اسلامی معاشرہ کی تعمیر کی خشت اول ہے۔ ان کے ذریعے سے معاشرتی تعمیر کی گراں قدر ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے۔ وہ معاشرہ جس کی ترتیب و تنظیم مساجد کے حوالے سے ہوتی ہے اس میں کسی نوع کی

طبقاتی یا لسانی تقسیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اقامت صلوۃ کے ذریعے سے نظم جماعت میں محبت واخوت کا جو ایک دیرپا نقش قائم ہوتا ہے وہ اسلامی معاشرے کی تعمیر کا حقیقی جوہر ہے۔ مساجد فرد کی تربیت کیلئے علمی، اخلاقی اور تربیتی لوازم فراہم کرتی ہیں۔ انہی میں قیادت وسیادت کے منصب کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے کہ ایک امام اور قائد کے مختلف احکامات کی تعمیل میں سمع وطاعت کے جذبات تشکیل پاتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ اسلامی ریاست میں مساجد کی تعمیر ان میں پیش آمدہ مسائل اور سرگرمیوں کے حل کیلئے ریاست اور معاشرہ دونوں کو ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

اولین اسلامی ریاست مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی تمام تر ریاستی اور معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ اسی میں وہ دارالندوہ تھا جس میں مسلمان باہم بیٹھ کر مشاورت کرتے تھے جسکی بنا پر مسجد ایک پارلیمنٹ ہاؤس کا مقام حاصل کرلیتی ہے۔ مسجد ہی میں مسلمانوں کی تمام تر تعلیمی اور تدریسی سرگرمیاں جاری رہتی تھیں۔ صفہ کے چبوترے پر جو کلاس روم قائم ہوا اس سے فارغ ہونے والے حضرات نے لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کی مختلف اور متنوع ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ یہ مسجد اسلامی ریاست کے مختلف وظائف کیلئے سول سیکرٹریٹ کا درجہ بھی رکھتی تھی۔ اسی میں وہ فارن آفس بھی تھا جہاں سے دوسرے ممالک اور سلطنتوں میں سفیر روانہ کئے جاتے تھے۔ اور دوسرے ممالک کے سفراء کا استقبال کیا جاتا تھا۔ اسی مقام پر مسلمانوں کا وہ اسٹیٹ بینک بھی قائم تھا جہاں پر اسلامی ریاست کے ہر نوع کے غنائم، محاصل اور صدقات جمع ہوتے تھے اور انھیں حسب ضرورت تقسیم بھی کیا جاتا تھا۔ یہ مسجد ہی وہ جگہ تھی جو ایک عدالت کی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرتی تھی۔

ابن الطلاع اندلسی نے ''اقضیۃ الرسول'' کے عنوان سے رسول اللہ ﷺ کے جن فیصلوں کو جمع کیا ہے ان میں سے اکثر مسجد نبوی ہی میں سنائے گئے۔ نیز مسجد نبوی کی اس عدالت کو اپیلیٹ بورڈ کا درجہ بھی حاصل تھا کہ مختلف علاقوں کے گورنروں کے فیصلوں کے خلاف اگر کوئی اپیل مقصود ہوتی تو اسکا آخری فیصلہ بھی یہیں سے سنایا جاتا تھا۔ اس مسجد کو ایک اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ جہاں مختلف وفود کے ساتھ نہ صرف مذاکرات ہوتے تھے بلکہ ان کے شایان شان اقامتی سہولتیں بھی فراہم کی جاتی تھیں۔ یہ مسجد اس دارالخلافہ کیلئے ایک کمیونٹی سنٹر کا درجہ رکھتی تھی جہاں پر اس کمیونٹی کو مختلف سماجی اور معاشرتی مواقع پر بھی اکٹھا ہونے کا موقع ملتا تھا حتی کہ شادی اور نکاح کی تقریبات بھی مسجد میں انجام پاتی تھیں۔ اسلامی افواج کے جنرل ہیڈ کوارٹر کے طور پر بیاسی غزوات اور سرایا کی تنظیم اور تشکیل کے سارے مراحل بھی مسجد میں طے پاتے تھے۔ الغرض اسلامی ریاست ہو

یا معاشرہ اسکی ہیئت ترکیبی کے تمام ادارے مسجد کے ساتھ وابستہ تھے البتہ مسجد میں ان وظائف میں سے کوئی ذمہ داری انجام نہیں دی جاتی تھی جن کا تعلق بازاروں اور منڈیوں سے وابستہ ہے۔ احادیث صحیحہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت مروی ہے جس میں رسول ﷺ نے اپنے پانچ امتیازات گنوائے ہیں جن میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ کے رب نے تمام روئے زمین کو انکے لیے مسجد قرار دے دیا۔ یہ امتیاز اپنے نتائج اور ثمرات کے اعتبار سے بہت زیادہ توجہ کا طالب ہے۔ اس میں ایک طرف تو وہ حدِ فاصل موجود ہے کہ دوسرے مذاہب اپنی عبادات صرف اپنے معابد، کلیساؤں اور مندروں وغیرہ کی محدود چار دیواری میں انجام دے سکتے ہیں جبکہ اسلامی عبادات کی ادائیگی کے لیے اس چار دیواری کے باہر بھی ان دینی مراسم کو انجام دینے کی پوری اجازت موجود ہے۔ اس امتیاز کا ایک اور لطیف پہلو لائق اعتنا ہے کہ مسجد کی چار دیواری میں جن وظائف کو انجام دیا جاتا ہے یا جن صالح اقدار کی تبلیغ و تلقین کی جاتی ہے ان اقدار و روایات کو پوری دنیا میں کامل حکمت اور بصیرت کے ساتھ عام کیا جائے گویا پوری روئے زمین ایک مسجد کا درجہ رکھتی ہے اور اسلامی تہذیب کا مدعا اور تقاضا یہ ہے کہ اسے فکر و نظر اور دعوت و عمل کے اعتبار سے پاکیزگی عطا کی جائے۔ آج صفحات عالم پر ظلم و شقاوت، استحصال اور ثقافتی پراگندگی کے جتنے مظاہر اور نقوش دکھائی دے رہے ہیں، ملت اسلامیہ کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ انھیں دور کرنے کے لیے ایک طرف اپنی مساجد اور ماحول میں ایک برتر تہذیب کا درخشاں ماحول پیدا کرے اور پھر اسی ماحول کا سفیر بن کر پوری انسانیت کو خوف، بدامنی، استحصال اور ظلم کے کلچر سے نجات دلائے۔

اسلامی ریاست کی ابتدائی صدیوں میں سینکڑوں نہیں ہزاروں بستیاں اور شہر آباد ہوئے۔ مسلمانوں کی تاریخ و ثقافت کا مطالعہ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ کسی نئی بستی کی تعمیر یا کسی نئے شہر کی بنا کے نقشے میں سب سے مرکزی عمارت جو تجویز کی جاتی تھی وہ مسجد کے علاوہ کچھ اور نہ تھی۔ پھر جیسے جیسے اس مقام اور بستی کی آبادی میں وسعت ہوتی چلی جاتی تھی، نئی نئی مساجد کی تعمیر کی ذمہ داریاں بھی پوری کی جاتی تھیں۔ عصر حاضر میں مختلف شہروں میں نئی اضافی بستیوں کی تعمیر تو کی جاتی ہے مگر اسی نسبت سے روز افزوں آبادی کیلئے ناگزیر مساجد کی تعمیر کا انتظام و اہتمام نہیں کیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ اپنی پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی اور اپنی نئی نسلوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کے لیے بعض اوقات ایسے مقامات پر بھی مساجد کی تعمیر کرتا ہے جو کئی اعتبار سے ایک موزوں فیصلہ نہیں ہوتا ہے۔ اگر ریاست کے متعلقہ ادارے اپنے ہاں مساجد اور تعلیمی اداروں کو ایک مستقل اصول کے پیش نظر

تعمیر کرتے رہیں تو گاہے گاہے مسجدوں کی تعمیر کے سلسلے میں جو پریشان کن احوال پیدا ہو جاتے ہیں انکا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک اب ایسی مساجد کو جو سالہا سال سے دینی اور دعوتی مقاصد کو انجام دے رہی ہیں ،گرانے کے بجائے ان کیلئے کوئی مناسب اقدامات تجویز کیے جائیں جن میں سے ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسی ماحول میں بستی کے نمائندہ علماء وافراد کی مشاورت سے پہلے متبادل مساجد تعمیر کی جائے اور پھر کسی مسجد کے محل وقوع کی نمایاں پریشانیوں کے باعث اسے گرانے کے بارے میں سوچا جائے۔ ملک عزیز میں نئی مساجد کی تعمیر کے سلسلے میں ہر چند کے ضوابط موجود ہیں، انکی رجسٹریشن کا متعین طریقہ کار بھی ہے مگر اسے واضح، شفاف، مختصر اور قابل عمل بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے نزدیک نئی مساجد کی تعمیر وتوسیع کے سلسلے میں کسی ایک ہی محکمے کو یہ کامل ذمہ داری تفویض کی جانی چاہیے تا کہ وہ اس حساس موضوع کے تمام پہلوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختصر وقت میں موزوں فیصلہ کر سکے۔ اس محکمے کو ایسی مالی رقوم کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ جس سے قدیم تاریخی مساجد کی حفاظت، مرمت اور تزئین وآرائش کا اہتمام ہو سکے۔ ہمارے ہاں چند مساجد کو چھوڑتے ہوئے سینکڑوں ایسی تاریخی مساجد ہیں جن پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایسی مساجد ہماری ثقافتی اور دینی زندگی کے مظاہر کا ناگزیر نمونہ ہیں جنکا مٹانا یا مسمار ہونا اس تہذیب اور ثقافت کے مٹنے اور مسمار ہونے کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ آثار قدیمہ کی مشاورت اور رہنمائی سے متعلقہ محکموں کو کام کرنا چاہیے۔

مساجد کی تعمیر معاشرے کی ایک مستقل ضرورت ہے اور پاکستانی معاشرے میں چونکہ مختلف مسالک اور فرقوں کے افراد موجود ہیں۔ لہذا ایک گہری حکمت اور بصیرت کے ساتھ نئی مساجد کیلئے مختص پلاٹ کو تقسیم کیا جانا چاہیے۔ ہر شہر میں سرکاری اداروں کے ہمراہ ایک ایسی مسجد کمیٹی تشکیل دینا چاہیے جو علماء کرام اور مدارس کے شیوخ الحدیث پر مشتمل ہو تا کہ موقع بہ موقع پیدا ہونے والے مسائل کو حل کرنے میں باہمی مشاورت کو اختیار کیا جاسکے۔ مملکت خداداد میں چونکہ بعض دوسرے مذاہب کی اقلیتیں بھی موجود ہیں لہٰذا اسلامی ریاستوں کی یہ مثبت روایت رہی ہے کہ وہ اپنی مملکتوں میں دوسرے مذاہب کے عبادت خانوں کی تعمیر میں انکی آبادی اور ضرورت کے مطابق سہولتیں فراہم کریں، البتہ انہیں از خود ایسی تعمیرات کو مملکتی ڈھانچے کی اجازت کے بغیر شروع نہیں کرنا چاہیے۔ بین المذہبی ہم آہنگی کے قیام اور استحکام کے لیے اس نوع کے مثبت رویے کی بہت ضرورت ہے۔

مملکت عزیز پاکستان میں کم وبیش تین لاکھ مساجد موجود ہیں مگر انکی ایک بہت بڑی تعداد کے ائمہ اور

خطیب حضرات اس علم اور تربیت سے محروم ہیں جو اس منصب کے ناگزیر تقاضے ہیں۔ دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ہر سال مختلف مقامات پر ایسے تربیتی کورسز کا، جن کا دورانیہ ایک ہفتہ سے تین ماہ تک ہے، اہتمام کرتی ہے مگر ہماری یہ کاوشیں مثبت اور نتیجہ خیز ہونے کے باوجود ملکی ضرورت کے مطابق نہیں ہیں تمام صوبوں کے وزارت اوقاف کو دعوۃ اکیڈمی کے تربیت ائمہ کورسز اور نصابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے متعدد، مختصر اور طویل دورانیے کے پروگرام ترتیب دینا چاہییں جن میں ان ائمہ کو مطلوبہ تربیت فراہم کی جا سکے۔ اس کے نتیجے میں بین المسلکی ہم آہنگی کی ناگزیر ضرورت کو پورا کرنے میں مدد ملے گی۔ دعوۃ اکیڈمی اس سلسلے میں خطبات جمعہ کے ایسے مجموعے بھی شائع کر چکی ہے اور مزید شائع کرے گی جو اس ضرورت کو پورا کر سکیں۔ اس سلسلے میں ماڈل خطبات کو آڈیو کیسٹ کے ذریعے سے بھی تیار کیا جانا چاہیے تاکہ خطیب حضرات کے سامنے ایک عملی اور مثالی نمونہ موجود رہے۔

گزشتہ چند سالوں سے بعض مساجد اور امام بارگاہوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ کوئی مسلمان اور انصاف پسند انسان عبادت خانوں میں ایسی منفی سرگرمیوں کی حمایت تو کجا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس مسئلے کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا جانا چاہیے کہ مدت العمر سے مختلف مسالک اور فرقوں کی مساجد بڑے اطمینان اور امن پسندانہ ماحول میں اپنی دینی و شرعی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے تھیں، یہ صرف چند سال پہلے ہی سے اس نوع کے المیے کیوں ظہور میں آ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اگرچہ علماء کرام بعض پلیٹ فارمز سے بڑی مثبت تجاویز سامنے آ چکی ہیں اور ان کے لیے ایک مشترکہ اخلاقی ضابطہ بھی تیار کیا جا چکا ہے اور اس پر عمل درآمد کے نتیجے میں اس قسم کے واقعات میں خاطر خواہ کمی بھی ہوئی ہے مگر اسکا کلی انسداد نہیں ہو سکا۔

اس نوع کے واقعات میں جو لوگ ملوث ہوتے ہیں انکی ذہنی استعداد اور نفسیاتی کیفیات ہمیں باخوبی معلوم ہیں۔ اس نوع کے تمام واقعات کے کلی انسداد کیلئے ملت اسلامیہ پاکستان کی سطح پر تمام متعلقہ اداروں کے ذمہ داران کو مل بیٹھ کر باہمی مشاورت سے ایسا طریق کار اور طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ جس کے نتیجے میں اس نوع کے ابلیسی کھیل کو نہ کھیلا جا سکے۔ اس سلسلے میں علمائے دین، مذہبی جماعتوں کے اکابر، ذرائع ابلاغ کے نمائندوں اور صوبائی اور مرکزی مذہبی امور اور اوقاف کی وزارتوں کو وقفے وقفے کے ساتھ اس صورت حال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور مساجد کے احترام اور ان میں کی جانے والی سرگرمیوں کو مکمل تحفظ دیا جانا چاہیے۔ یہ کام صرف سرکاری

ذرائع اور محکموں کے ذریعے سے ممکن نہیں اس میں مسلم معاشرہ کی ساری سنجیدہ تنظیموں، تحریکوں، اداروں اور مدارس کے ذمہ داران کو شامل ہونا چاہیے اور ان عوامل اور عناصر کا سد باب کرنا چاہیے جو کسی بھی نوع کی دہشت گردی کے ارتکاب کا باعث بنیں۔

اس موقع پر ہم مساجد سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور ان کی تنظیموں کے ارکان سے یہ گزارش کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ مساجد کو صرف نماز پنجگانہ کی ادائیگی کی ناگزیر شرعی ضرورت تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس میں مستقلا ایسی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کو رواج دیں جن سے مساجد کی رونق میں بھی اضافہ ہو اور یہ ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں اپنا مثبت اور تعمیری کردار بھی انجام دے سکیں کیونکہ مسجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا وہ مرکز ہے جسے انہیں اخلاقی، سماجی، تعلیمی، ثقافتی اور تمدنی موضوعات پر رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔عہد رسالت اور دور خلافت میں مسجدوں کے ساتھ جو انفرادی اور اجتماعی ضروریات وابستہ رکھی گئی ہیں ان کے احیا کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔معاشرتی تعمیر کا کوئی عمل مساجد کے زندہ اور متحرک کردار کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس بات کے شعور کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ مساجد مخصوص افراد کے مفادات کے اڈے نہ بنیں بلکہ امت مسلمہ کی دینی، اخلاقی اور سماجی شعور کی تربیت گاہ بنیں۔مساجد میں بچوں کی تعلیم وتربیت ایک ناگزیر تربیتی تقاضا ہے جس کے لیے ناظرہ قرآن مجید کے ترجمے کو سیکھنے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔یہاں قرآن وحدیث کے مستقل دروس ہونے چاہییں۔ہر مسجد میں ایک ایسی لائبریری کا قیام ہونا چاہیے کہ جس کے دارالمطالعہ میں کچھ دیر بیٹھ کر مطالعہ کیا جا سکے اور وہاں سے کتابوں کے اجرا کے علاوہ مختلف اخلاقی اور تربیتی موضوعات پر آڈیو کیسٹ کا حصول بھی ممکن ہو۔مساجد کو بتدریج ایک کمیونٹی سنٹر میں تبدیل کیا جانا چاہیے تاکہ آج ہم جن فتنوں اور تعصبات کا شکار ہیں اور جس نوع کا اخلاقی بحران پیدا ہو چکا ہے اسکو حل کیا جا سکے تاکہ مسجد کے اردگرد کی بستیوں اور رہائش گاہوں میں اخوت ومحبت، غم گساری، غم خواری، خدمت وایثار، مساوات ویکجہتی کا کلچر پیدا کیا جا سکے۔معاشرے میں بداخلاقی کے سارے چشموں، ہر نوع کے فتنوں اور سماجی خرابیوں اور برائیوں کے خلاف ایک منظم جہاد کا آغاز مسجد سے ہونا چاہیے جس کے نتیجے میں اصلاح معاشرہ کی تمام تر ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔

ایک اسلامی معاشرے میں نظام مساجد کا قیام اور استحکام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ہماری مساجد محدود معنوں میں مذہبی ذمہ داریاں تو ادا کر رہی ہیں مگر یہ ایک اصلاحی، فلاحی اور رفاہی مرکز نہیں بن سکیں۔مساجد کو

معاشرتی تعمیر کے عمل کیلئے ایک کنٹونمنٹ تصور کیا جانا چاہیے۔ مسجد کے اس کمیونٹی سنٹر میں دروس اور دینی تعلیم کے علاوہ ابتدائی طبی امداد، دار المطالعہ، مشاورتی کمیٹی، مہمان خانہ، عمر رسیدہ لوگوں کی عبادات کیلئے سہولتیں، تجہیز و تکفین اور میت گاڑی کی سہولیات میسر ہوں اور اسے علمی و سماجی سرگرمیوں کا مرکز بننا چاہیے۔ ہمارے ہاں معبدوں کی تزئین و آرائش پر تو زور دیا گیا ہے مگر ان سے تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفوس کا کام نہیں لیا گیا۔

اس موقع پر ہم اپنے ائمہ مساجد اور خطیب حضرات سے یہ استدعا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات کا تجزیہ کریں کہ مسلم آبادی کا صرف ایک چوتھائی حصہ ہی بہ مشکل مساجد کی طرف کیوں رجوع کرتا ہے؟ مسلمان بچوں کی ایک قابل ذکر تعداد قرآن مجید ناظرہ جیسی نعمت سے کیوں محروم ہے؟ خطبات جمعہ میں سامعین کی کثیر تعداد جمعہ کے اختتام سے دس پندرہ منٹ قبل کیوں تشریف لاتی ہے۔ خطیب حضرات کے مواعظ کا موضوع اور اسلوب کتنا علمی اور جاذب ہوتا ہے؟ نیز ان خطبات کے موضوعات کس درجہ دعوتی، تعمیری اور تربیتی ہوتے ہیں اور ان میں تعمیر سیرت کے لوازم کا کتنا اہتمام کیا جاتا ہے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہم اپنی مساجد کے نظام کو صحیح خطوط پر استوار کر لیں تو پھر ایک مذہب اور متمدن معاشرہ بھی تشکیل پا سکتا ہے اور ایک اسلامی اور فلاحی ریاست بھی مستحکم ہو سکتی ہے۔ آیئے مساجد سے متعلق تمام حضرات اس مثبت سوچ کے ساتھ پہلا قدم اٹھائیں۔

## جامع مسجد صوبہ خان اہل حدیث ٹھل (پنڈ دادنخان) میں تبلیغی پروگرام

مورخہ 8 مارچ بروز جمعرات جامع مسجد اہل حدیث ٹھل میں تبلیغی پروگرام ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور حمد و نعت کے بعد جامعہ کے طلبہ نے مختصر تقاریر کیں۔ بعد ازیں مولانا نوید امجد خطیب جامع مسجد اہل حدیث خورد نے خطاب کیا آخر میں مولانا قطب شاہ کی تقریر اور دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ 5 اپریل بروز جمعرات جامع مسجد اہل حدیث ٹھل میں جناب محمود مرزا جہلمی کی زیر صدارت تبلیغی پروگرام ہوا جس میں تلاوت کے بعد قاری عبد اللطیف شہزاد نے نعت پیش کی اس کے بعد مولانا احمد علی نے مختصر تقریر کی پھر شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے مفصل خطاب کیا۔ آخر میں یہ پروگرام مولانا قطب شاہ کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ ان دونوں پروگراموں میں ٹھل، گھوڑا، چکری، پنڈی سید پور اور دوسرے علاقوں سے لوگوں نے کافی تعداد میں شرکت کی۔

## جامع مسجد علیا اہل حدیث سول لائن میں اسبوعی درس

جامع مسجد علیا میں ہر منگل بعد نماز مغرب درس کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے حضرت مولانا محمد اکرم جمیل شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ یہ درس ارشاد فرماتے ہیں۔ عوام الناس سے شرکت کی بھرپور اپیل ہے۔

منجانب: انتظامیہ جامع مسجد علیا سول لائن عقب ڈی سی ہاؤس جہلم